بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْن، وَالصَّلاۃُ وَالسَّلامُ عَلَی النَّبِیِّ الْکَرِیْمِ وَعَلٰی آلِہِ وَاَصْحَابِہِ اَجْمَعِیْن۔

ماہِ شعبان اور شبِ برأت

اسلامی کیلنڈر کے مطابق شعبان المعظم آٹھواں مہینہ ہے جو رجب المرجب اور رمضان المبارک کے درمیان واقع ہوتا ہے۔ احادیث کی روشنی میں بلاشبہ یہ ماہ بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے، چنانچہ رمضان کے بعد آپ ﷺ سب سے زیادہ روزے اسی ماہ میں رکھتے تھے۔

☆ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ میں نے رمضان کے علاوہ رسول اللہ ﷺ کو کبھی پورے مہینے کے روزہ رکھتے نہیں دیکھا، سوائے شعبان کے کہ اس کے تقریباً پورے دنوں میں آپ روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری، مسلم، ابوداؤد)
اسی مضمون کی ایک روایت ام المؤمنین حضرت ام سلمہ ؓ سے ترمذی میں مذکور ہے۔

☆ حضرت اسامہ بن زید ؓ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سوال کیا کہ میں نے آپ ﷺ کو شعبان سے زیادہ کسی اور مہینے میں (نفلی) روزہ رکھتے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ رجب اور رمضان کے درمیان واقع ایک مہینہ ہے جس کی برکت سے لوگ غافل ہیں۔ اس ماہ میں اللہ تعالیٰ کے سامنے اعمال پیش کئے جاتے ہیں۔ میری خواہش ہے کہ میرے اعمال اس حال میں پیش ہوں کہ میں روزہ سے ہوں۔ (نسائی، الترغیب والترھیب ص ۴۲۵، مسند احمد، ابوداؤد ۲۰۷۶) محدثین کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ یہ حدیث صحیح ہے۔

☆ حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شعبان کے تقریباً مکمل مہینے میں روزہ رکھتے تھے۔ میں نے پوچھا کہ کیا آپ کو شعبان کے روزہ بہت پسند ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس سال انتقال کرنے والوں کے نام اس ماہ میں لکھ دیتا ہے۔ میری خواہش ہے کہ میری موت کا فیصلہ اس حال میں ہو کہ میں روزہ سے ہوں۔ (رواہ ابویعلی وھو غریب واسنادہ حسن) الترغیب والترھیب، وذکر الامام الحافظ السیوطی فی "الدر المنثور".

☆ بعض دیگر احادیث میں شعبان کے آخری دنوں میں روزہ رکھنے سے منع فرمایا گیا ہے تاکہ اس کی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے رکھنے میں دشواری نہ ہو۔ (بخاری، کتاب الصوم۔ مسلم، کتاب الصیام)

مذکورہ واس طرح کی متعدد احادیث کی روشنی میں یہ بات واضح ہوجاتی ہے کہ ماہ شعبان بلاشبہ بہت سی فضیلتوں کا حامل ہے اور اس ماہ کے آخری دو تین دن کے علاوہ اس ماہ میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنا چاہئے۔

اس ماہ کی پندرہویں رات کو شب برأت کہا جاتا ہے، جو ۱۴ تاریخ کے سورج غروب ہونے سے شروع ہوتی ہے اور ۱۵ تاریخ کی صبح صادق تک رہتی ہے۔ شب برأت فارسی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی: نجات پانے کی رات کے ہیں۔ چونکہ اس رات میں بے شمار گناہگاروں کی مغفرت کی جاتی ہے اس لئے اس شب کو شب برأت کہا جاتا ہے۔

اس رات کی فضیلت کے سلسلہ میں علماء کے درمیان زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے، لیکن تحقیقی بات یہ ہے کہ اس رات کی فضیلت کا بالکلیہ انکار کرنا صحیح نہیں ہے کیونکہ بعض مشہور ومعروف مفسرین (مثلاً حضرت عکرمہؒ) نے تو قرآن کی آیت ﴿اِنَّآ اَنْزَلْنَاهُ فِي لَيْلَةٍ مُّبَارَكَةٍ اِنَّا كُنَّا مُنْذِرِيْنَ. فِيْهَا يُفْرَقُ كُلُّ اَمْرٍ حَكِيْمٍ سورہ الدخان ۳-۴﴾ سے مراد شعبان کی پندرہویں رات (شب برأت) لی ہے، اور ہر زمانے کے مشہور ومعروف مفسرین نے اپنی تفسیروں میں حضرت عکرمہؒ کی تفسیر کو ذکر کیا ہے۔ اگرچہ جمہور علماء کی رائے میں اس آیت سے مراد شب قدر ہے مگر قابل غور بات یہ ہے کہ اگر شب برأت کی کوئی حقیقت ہی نہ ہوتی تو مشہور ومعروف مفسرین اس آیت کی تفسیر میں حضرت عکرمہؒ کی تفسیر کا ذکر کیوں کرتے، بلکہ اس کی مخالفت کرتے۔

شب برأت کی فضیلت کے متعلق تقریباً ۱۷ صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے احادیث مروی ہیں، جن میں سے بعض صحیح ہیں، جن کی صحت کا اعتراف شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ جیسے محدث نے بھی کیا ہے، اگرچہ دیگر احادیث کی سند میں ضعف موجود ہے لیکن وہ کم از کم قابل استدلال ضرور ہیں اور احادیث کی اتنی بڑی تعداد کو رد کرنا درست نہیں ہے، نیز امت مسلمہ کا شروع سے اس پر معمول بھی چلا آرہا ہے۔ لہذا علم حدیث کے قاعدہ کے مطابق "اگر حدیث سند کے اعتبار سے ضعیف ہو لیکن امت مسلمہ کا عمل اس پر چلا آرہا ہو تو اس حدیث کو بھی قوت حاصل ہوجاتی ہے اور وہ قابل اعتبار قرار دی جاتی ہے" ان احادیث پر عمل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں ہے۔ نیز اس باب کی احادیث مختلف سندوں کے ساتھ وارد ہوئی ہیں اگرچہ بعض احادیث کی سند میں ضعف ہے لیکن علم حدیث کے قاعدہ کے مطابق ایک دوسرے سے تقویت لے کر یہ احادیث **حسن لغیرہ** بن جاتی ہیں جس کا اعتراف متعدد بڑے بڑے محدثین نے بھی کیا ہے۔

عقل سے بھی سوچیں کہ یہ کیسے ممکن ہوا کہ مختلف ملکوں اور مختلف شہروں میں رہنے والے حضرات نبی اکرم ﷺ کی طرف کسی ایک جھوٹی بات کو منسوب کرنے میں متفق ہوگئے، نیز سب نے شعبان کی ۱۵ تاریخ کو ہی کیوں اختیار کیا، کوئی دوسری تاریخ یا کوئی دوسرا مہینہ کیوں اختیار نہیں کیا؟

ان احادیث سے شب برأت میں کسی مستقل عمل کو ثابت نہیں کیا جارہا ہے، بلکہ اعمال صالحہ (مثلاً نماز فجر وعشاء کی ادائیگی، بقدر توفیق نوافل خاص کر نماز تہجد کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، اللہ کا ذکر، اللہ تعالیٰ سے گناہوں کی معافی اور دعائیں) کے کرنے کی رغبت دی جارہی ہے، جن کا تعلق ہر رات سے ہے، اور ان اعمال صالحہ کا احادیث صحیحہ سے ثبوت بھی ملتا ہے، جس پر ساری امت متفق ہے۔ شب برأت بھی ایک رات ہے۔ شب برأت میں تھوڑا اہتمام کے ساتھ ان اعمال صالحہ کی ادائیگی کے لئے علماء محققین کی ایک بڑی جماعت کی رائے کے مطابق ۱۷ صحابۂ کرام سے منقول احادیث ثبوت کے لئے کافی ہیں۔

﴿وضاحت﴾: اگر کچھ لوگوں نے غلط رسم ورواج اس رات میں شروع کر دئے ہیں جن میں سے بعض کا ذکر مضمون کے آخر میں آرہا ہے، تو اس کی بنیاد پر ان اعمال صالحہ کو اس رات میں کرنے سے روکا نہیں جاسکتا بلکہ رسم ورواج کے روکنے کا اہتمام کرنا ہوگا، مثلاً عید الفطر کی رات یا دن میں لوگ ناچنے گانے لگیں تو سرے سے عید الفطر کا انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ غلط رسم ورواج کو روکنے کا مکمل اہتمام کیا جائے گا۔ نیز شادی کے موقع پر رسم ورواج اور بدعات کی وجہ سے نکاح ہی سے انکار نہیں کیا جائے گا بلکہ بدعات اور رسم ورواج کو روکنے کی کوشش کی جائے گی۔ اسی طرح موت کے وقت اور اس کے بعد کی بدعات وخرافات کو روکنے کی کوشش کی جائے گی نہ کہ تدفین ہی بند کر دی جائے۔

شب برآت کی فضیلت سے متعلق چند احادیث :

☆ حضرت معاذ بن جبلؓ کی روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: اللہ تعالی پندرہویں شب میں تمام مخلوق کی طرف تجلی فرماتا ہے اور ساری مخلوق کی سوائے مشرک اور بغض رکھنے والوں کے سب کی مغفرت فرماتا ہے۔ (صحیح ابن حبان، طبرانی،،،، وذكره الامام الحافظ السيوطي في "الدر المنثور" عن البيهقي،،، وذكره الحافظ الهيثمي في "مجمع الزوائد" ج۸ ص۶۵ وقال: رواه الطبراني في الكبير والاوسط ورجاله ثقات)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے مسند احمد (۲/۱۷۶) بھی مروی ہے (قاتل اور بغض رکھنے والوں کے علاوہ اللہ تعالی سب کی مغفرت فرماتا ہے)، جس کو الحافظ الہیثمی نے "مجمع الزوائد ج۸ ص۶۵" میں صحیح قرار دیا ہے۔ اور اس حدیث کو شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ نے بھی صحیح قرار دیا ہے (السنہ ص۲۲۴،، سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ....ج ۳)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت ابوموسی اشعریؓ سے ابن ماجہ (کتاب اقامہ الصلاۃ ۱/۴۵۵) میں مروی ہے۔ اور اس حدیث کو شیخ محمد ناصر الدین البانیؒ نے بھی صحیح قرار دیا ہے (سلسلہ الاحادیث الصحیحہ ....ج ۳ص ۱۳۵)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت ابو ہریرہؓ سے مروی ہے۔ (رواہ البزاز، وذکرہ الحافظ الہیثمی فی "مجمع الزوائد")۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت ابوثعلبہ الخشنیؓ سے مروی ہے۔ (اخرجہ الطبرانی والبیہقی،،،، الدرالمنثور للسیوطی)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت ابوبکر صدیقؓ سے مروی ہے۔ (اخرجہ البزاز والبیہقی،،،، مجمع الزوائد للہیثمی)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت عوف بن مالکؓ سے مروی ہے۔ (اخرجہ البزاز،،،، مجمع الزوائد للہیثمی)۔

☆ اسی مضمون کی روایت حضرت کثیر بن مرہ ؒ سے مرسلاً مروی ہے۔(اخرجہ البیہقی، حسن البیان للشیخ عبداللہ الغماری)۔

☆ حضرت عثمان بن ابی العاص ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: پندرہویں شب میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے آواز لگائی جاتی ہے کہ ہے کوئی مغفرت مانگنے والا کہ میں اس کے گناہوں کو معاف کروں، ہے کوئی سوال کرنے والا کہ میں عطا کروں۔۔ ہر سوال کرنے والے کو میں عطا کرتا ہوں، سوائے مشرک اور زنا کرنے والے کے۔
(اخرجہ البیہقی فی شعب الایمان ۳/۳۸۳،،،، الدر المنثور للسیوطی،،،، ذکرہ الحافظ ابن رجب فی اللطائف)۔

☆ حضرت عائشہ ؓ روایت کرتی ہیں کہ میں نے ایک رات رسول اللہ ﷺ کو اپنے پاس نہ پایا تو میں آپ ﷺ کی تلاش میں نکلی۔ آپ ﷺ بقیع میں تشریف فرما تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا: کیا تمہیں ڈر تھا کہ اللہ اور اسکے رسول تم پر ظلم کریں گے؟ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے گمان ہوا کہ آپ دیگر ازواج مطہرات کے پاس تشریف لے گئے ہوں گے۔ تو آپ ﷺ نے فرمایا: بے شک اللہ تعالیٰ پندرہویں شعبان کی شب کو نچلے آسمان پر نزول فرماتا ہے اور قبیلہ کلب کی بکریوں کے بالوں کی تعداد میں لوگوں کی مغفرت فرماتا ہے۔ اور اس رات میں بے شمار لوگوں کی مغفرت کی جاتی ہے مگر مشرک، عداوت کرنے والے، رشتہ توڑنے والے، تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والے، والدین کی نافرمانی کرنے والے اور شراب پینے والے کی طرف اللہ تعالیٰ کی نظر کرم نہیں ہوتی۔(مسند احمد ۶/۲۳۸، ترمذی (ابواب الصیام)، ابن ماجہ (کتاب اقامۃ الصلاۃ)، بیہقی، مصنف ابن ابی شیبہ، الترغیب والترھیب)

☆ حضرت علی بن ابی طالب ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جب شعبان کی پندرہویں شب ہو تو اس رات میں قیام کرو اور اس دن روزہ رکھو، اس لئے کہ اللہ تعالیٰ غروب آفتاب کے وقت سے سماء دنیا پر نزول فرماتے ہیں اور کہتے ہیں: کیا کوئی مغفرت طلب کرنے والا ہے کہ میں اس کی مغفرت کروں؟ کیا کوئی رزق کا متلاشی ہے کہ میں اسے رزق عطا کروں؟ کیا کوئی مصیبت کا مارا ہے کہ میں اسکی مصیبت دور کروں؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ کیا کوئی ایسا ہے؟ حتی کہ صبح صادق کا وقت ہو جاتا ہے۔ (اخرجہ ابن ماجہ (کتاب اقامۃ الصلاۃ)، والبیہقی فی شعب الایمان،،،، الدر المنثور للسیوطی، الترغیب والترھیب للمنذری، لطائف المعارف للحافظ ابن رجب)

اس رات میں ان اعمال صالحہ کا خاص اہتمام:

۱۔ عشاء اور فجر کی نمازیں وقت پر ادا کریں۔

۲۔ بقدر توفیق نفل نمازیں خاص کر نماز تہجد ادا کریں۔

۳۔ اگر ممکن ہو تو صلاۃ التسبیح پڑھیں۔

۴۔ قرآن پاک کی تلاوت کریں۔

۵۔ کثرت سے اللہ کا ذکر کریں۔

۶۔ اللہ تعالی سے خوب دعائیں مانگیں، خاص کر اپنے گناہوں کی مغفرت چاہیں۔

۷۔ کسی کسی شب برأت میں قبرستان تشریف لے جائیں۔ اپنے اور میت کے لئے دعائے مغفرت کریں۔
لیکن ہر شب برأت میں قبرستان جانے کا خاص اہتمام کوئی ضروری نہیں ہے کیونکہ پوری زندگی میں نبی اکرم ﷺ سے صرف ایک مرتبہ اس رات میں قبرستان جانا ثابت ہے۔

﴿نوٹ﴾: شب برأت میں پوری رات جاگنا کوئی ضروری نہیں ہے، جتنا آسانی سے ممکن ہو عبادت کرلیں، لیکن یاد رکھیں کہ کسی شخص کو آپ کے جاگنے کی وجہ سے تکلیف نہیں ہونی چاہئے۔

پندرھویں تاریخ کا روزہ:

شب برأت کی فضیلت کے متعلق بہت سی احادیث موجود ہیں مگر شب برأت کے بعد آنے والے دن کے روزے کے متعلق صرف ایک ضعیف حدیث موجود ہے۔ لہذا ماہ شعبان میں صرف اور صرف پندرہویں تاریخ کے روزہ رکھنے کا بہت زیادہ اہتمام کرنا یا اس دن روزہ نہ رکھنے والے کو کم تر سمجھنا صحیح نہیں ہے البتہ ماہ شعبان میں کثرت سے روزے رکھنے چاہئیں۔

اس رات میں مندرجہ ذیل اعمال کا احادیث سے کوئی ثبوت نہیں ھے ، لھذا ان اعمال سے بالکل دور رھیں :

۱۔ حلوا پکانا۔ (حلوا پکانے سے شب برأت کا دور دور تک کوئی تعلق نہیں ہے)۔

۲۔ آتش بازی کرنا۔ (یہ فضول خرچی ہے، نیز اس سے دوسروں کے املاک کو نقصان پہنچنے کا بھی خدشہ ہے)۔

۳۔ اجتماعی طور پر قبرستان جانا۔

۴۔ قبرستان میں عورتوں کا جانا۔ (عورتوں کا کسی بھی وقت قبرستان جانا منع ہے)۔

۵۔ قبرستان میں چراغاں کرنا۔

۶۔ مختلف قسم کے ڈیکوریشن کا اہتمام کرنا۔

۷۔ عورتوں اور مردوں کا اختلاط کرنا۔

۸۔ قبروں پر چادر چڑھانا۔ (کسی بھی وقت قبروں پر چادر چڑھانا غلط ہے)۔

﴿نوٹ﴾: اس رات میں بقدر توفیق انفرادی عبادت کرنی چاہئے۔ لہذا اجتماعی عبادتوں سے حتی الامکان اپنے آپ کو دور رکھیں کیونکہ

نبی اکرم ﷺ سے اس رات میں اجتماعی طور پر کوئی عبادت کرنا ثابت نہیں ہے۔

جن گناہ گاروں کی اس بابرکت رات میں بھی مغفرت نہیں ہوتی ، وہ یہ ہیں:

☆ مشرک

☆ قاتل

☆ والدین کی نافرمانی کرنے والا

☆ بغض وعداوت رکھنے والا

☆ رشتہ توڑنے والا

☆ تکبرانہ طور پر ٹخنوں سے نیچے کپڑا پہننے والا

☆ شراب پینے والا

☆ زنا کرنے والے

لہذا ہم سب کو تمام گناہوں سے خاص کر ان مذکورہ کبیرہ گناہوں سے بچنا چاہئے۔

﴿وضاحت﴾: مضمون کی طوالت سے بچنے کے لئے صرف چند احادیث کے ذکر پر اکتفاء کیا ہے، دیگر احادیث وعلماء اور محدثین کے اقوال پڑھنے کے لئے الشیخ عبدالحفیظ المکی صاحب کی عربی زبان میں کتاب "فضائل لیلۃ النصف من شعبان" کا مطالعہ کریں۔ بعض احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اس رات میں سال بھر کے فیصلہ بھی ہوتے ہیں، لیکن ان تمام ہی احادیث کی سند میں ضعف موجود ہے، لیکن حضرت عکرمہؒ کی تفسیر کی روشنی میں قرآن کریم (سورہ الدخان ۳۔۴) سے بھی یہی اشارہ ملے گا۔

خلاصۂ کلام: ماہِ شعبان کی فضیلت اور اس میں زیادہ سے زیادہ روزہ رکھنے کے متعلق امت مسلمہ متفق ہے، البتہ پندرہوں رات کی خصوصی فضیلت کے متعلق علماء، فقہاء اور محدثین کے درمیان زمانۂ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔ علماء، فقہاء اور محدثین کی ایک بڑی جماعت کی رائے ہے کہ اس باب سے متعلق احادیث کے قابل قبول (حسن لغیرہ) اور امت مسلمہ کا عمل ابتداء سے اس پر ہونے کی وجہ سے اس رات میں انفرادی طور پر نفل نمازوں کی ادائیگی، قرآن کریم کی تلاوت، ذکر اور دعاؤں کا کسی حد تک اہتمام کرنا چاہئے۔ کسی کسی شب برات میں قبرستان بھی چلا جانا چاہئے۔ اس نوعیت سے اس رات میں عبادت کرنا بدعت نہیں بلکہ اسلامی تعلیمات کے عین مطابق ہے۔

اللہ تعالیٰ ہمارے تمام نیک اعمال کو قبول فرمائے۔ آمین۔

محمد نجیب سنبھلی قاسمی، ریاض najeebqasmi@yahoo.com